مسائل علمیہ

تصرّفاتِ رُوحانیہ کے بارہ میں اکابرینِ دیوبند کا نظریہ

از قلم حضرت العلامہ مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مہتمم نجم المدارس ۔ کلاچی

ایک پرانا خط جو جناب مکتوب الیہ نے اپنے جواب کے ساتھ واپس بھیجا تھا ارسال خدمت ہے جس میں تصرّفات روحانیہ سے متعلق اپنے معلومات کی حد تک اکابرین دیوبند کے نظریہ کی وضاحت کی گئی تھی اگر اس کی اشاعت میں مسئلہ کی حیثیت سے افادہ کا کوئی پہلو نظر آئے تو حاضر خدمت ہے ـــــ ع برگ سبز است تحفۂ درویش

سندھ میں خانوادہ عالیہ مجددیہ کے ایک رکن رکین حضرت مولانا عبدالستار خاں آغا مدظلہم کو نجم المدارس اور اس کے خدام سے رشتہ نقشبندیت کے باعث غائبانہ شفقت اور للّٰہی محبت ہے آپ کو ہماری دیوبندی نسبت کا علم ہوا تو مسئلہ ذیل کے متعلق دریافت فرمایا۔ جواب معلوم کر کے آپ نے اپنے مکتوب میں اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اور اسے عین مسلک اہل سنت والجماعت قرار دیا۔ جو کہ آپ کے مکتوب سے ظاہر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں فضا تعصب سے پاک ہو وہاں اکابر دیوبند کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی ـــــ سوانح قاسمی میں بھی اس سلسلہ کا ایک واقعہ اور ایک نوٹ نظر سے گذرا۔ اسے بھی اس خط کا ضمیمہ بنا کر بھیج رہا ہوں۔ مسئلہ بالا سے متعلق دیوبندی مسلک کی وضاحت میں یہ نوٹ کافی مفید ثابت ہوگا۔ حضرت مولانا عبدالستار صاحب مجددی کے مکتوب کی نقل بھی ارسال ہے۔ (ناکارہ عبدالکریم عفی عنہٗ)

مخدومی دامت برکاتکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ محترم صوفی محمد بخش صاحب سفیر مدرسہ نجم المدارس کلاچی کے ذریعہ ایک مختصر رقیہ ملا جس میں عبارت ذیل درج تھی :-

" آیا اولیاء اللہ تعالیٰ حین حیات خود در عالم خلق تصرف کردہ میتوانند یا نہ اگر بلی بکدام دلیل۔

آیا بعد حیات ہم تصرف کردہ میتوانند یا نہ اگر بلی بکدام دلیل۔

صوفی صاحب موصوف نے تبلایا کہ یہ عبارت آنجناب نے تحریر فرمائی ہے۔ اور یہ کہ اس کا جواب طلب فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مقصد مسئلہ کا حل نہیں اور نہ حقیقی استفسار و استفتاء بلکہ مسئول عنہ کا خیال اور عقیدہ معلوم کرنا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ مسئول عنہ کا اکابرین اور علماء دیوبند سے نسبت اور تلمذ میں اس کا منشا بنا ہے۔ بنا آں علیہ مزید علمی تحقیق اور تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی بلکہ آپ حضرات کی علمی شان کے پیش نظر اس طرح کا اقدام تو ایک حد تک سوء ادب کی حدود میں بھی داخل ہو سکتا ہے۔ ع دفی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل

البتہ خانوادہ عالیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارھم کے توجہات قلبیہ اور تصرفات روحانیہ کو اپنی ذات اور مدرسہ نجم المدارس کے ساتھ حسب سابق وابستہ رکھنے کے لئے بطور اظہار حقیقت اور تعمیل حکم کے اکابرین دیوبند ہی کے چند ارشادات جو اس سوال سے متعلق ہیں اور جو بلاکد و تعب سرسری طور پر سامنے آگئے جواب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے ایک طرف احقر مجیب کے متعلق یہ شبہ باقی نہیں رہے گا۔ کہ کسی مصلحت سے معاذ اللہ خلاف ضمیر کا اظہار کر دیا۔ دوسری جانب خود اکابرین دیوبند کے سلسلہ میں یہ بات سامنے آجائے گی کہ اس کے خلاف ان بزرگوں پر الزام میں کتنی صداقت ہے :۔

۱۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کو اکابرین دیوبند میں جو مقام حاصل ہے وہ ظاہر ہے۔ موصوف اپنی کتاب التکشف کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں : (وایضاً بوادر النوادر ج ۱ ص۳)

"اور جاننا چاہیئے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات و خوارق سرزد ہوتے ہیں۔ اور یہ امر معنیً حد تواتر تک پہنچ چکا ہے۔"

مولانا کے اس ارشاد سے واضح ہے۔ کہ ہمارے اساتذہ کے ہاں حین حیات اور بعد حیات دونوں حالات میں اولیاء اللہ سے تصرف ممکن ہے۔ جیسا کہ لفظ بعد انتقال کے بھی اس پر دال ہے اور دلیل میں واقعات کا تواتر معنوی کے حد تک پہنچنے کو پیش فرمایا ہے۔

۲۔ نیز مولانا موصوفؒ نے ہی تتمہ فتاوی امدادیہ جلد ۴ کے صفحہ ۲۲۵ میں تحریر فرمایا ہے :

اسباب فیض کے متعدد ہیں۔ منجملہ ان کے تصرف شیخ بھی ہے۔ (الی قولہ) بعد وفات تصرفات کا ثبوت منصوص تو نہیں گو اشارۃً مستنبط ہو سکتا ہے۔ لیکن کسی نص سے منفی بھی نہیں اور مشاہدہ اہل کشف کا و ذوق خود اثبات کیلئے کافی ہے۔ لہذا قائل ہونا اس کا جائز ہے۔ البتہ دوام و لزوم نہیں۔

۳۔۔۔ اسی طرح التکشف کے صفحہ ۹۳ پر فرماتے ہیں :

"جاننا چاہیئے اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ (الی قولہ) دوسرے وہ جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں۔ اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ اور دوسروں پر حاکم ہوتا ہے۔ اس کو قطب التکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام کی ہوتی ہے۔ جن کو مدبرات امر فرمایا گیا ہے۔ حضرت خضر علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسی شان کے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے مقام ومنصب کیلئے ایسے تصرفات عجیبہ کا ہونا لازم ہے ۔۔ بخلاف اہل ارشاد کے کہ ان کا خود صاحب خوارق ہونا بھی ضروری نہیں۔ البتہ ان حضرات کے کرامات اور طور کے ہوتے ہیں۔ کہ اس کا ادراک عوام کو نہیں ہوتا۔

۴۔۔۔ علاوہ ازیں آپ کی ایک مستقل تصنیف حقیقۃ الطریقہ من السنۃ الانیقہ میں کئی عنوانات تصرف (احیاء و اموات)۔ فیض از اصحاب قبور۔ ظہور روح در مکانے بعد موت وغیرہ کے دئیے گئے ہیں۔ اور احادیث سے ان کا اثبات فرمایا ہے۔

۵۔۔۔ رسالہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دار العلوم دیوبند کے موجودہ مہتمم صاحب حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ جو کہ رسالہ دار العلوم بابت اگست ۱۹۵۰ء کے صفحہ ۱۳ پر بھی ایک مضمون کے ضمن میں درج کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

"پس اگر وہی جسد اطہر جو دنیا میں ہمرنگ روح تھا بعد وفات اگر عالم برزخ میں پہنچ کر بھی دنیا اسی طرح زندہ رہے جیسے معراج کے وقت سارے علوی عالموں میں پہنچ کر اپنی جسدانی ہستی کو بھی دنیا سنبھالے ہوئے رہا اور دنیوی حقوق اس کے بدستور قائم رہے تو اس میں تعجب یوں نہیں کہ یہ معاملہ تو اس جسد پاک کو بوقت معراج پہلے بھی پیش آچکا تھا۔ فرق اتنا ہوا کہ شب معراج میں جسم اطہر کے ساتھ روح پر فوح کا تعلق حسی طور پر قائم تھا۔ کہ اگر ہم ہوتے تو ہم بھی دیکھ سکتے تھے۔ اور بعد وفات اسی طرح حسی طور پر قائم نہیں رہتا کہ ہمیں بھی نظر آئے۔ سو یہ قصور ہمارا ہوا نہ کہ تعلق روح وجسد کی نوعیت کا یہی وجہ ہے کہ بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں میں حرکت ہوتی جنازہ میں کلام فرمایا بیوادلیس وصابیوادلیس سودنے تعلمون۔ اور قبر میں کلام فرمایا جس کو بعض صحابہ کرام نے سنا۔ پس انبیاءؑ کی یہ برزخی حیات جسمانی از قبیل حیات دنیوی بھی ہے کہ اجسام میں حس وحرکت بھی ہے۔ قبروں میں عبادت

بھی ہے۔ کلام بھی ہے۔ امّت کی طرف توجہ بھی ہے۔ تصرّف بھی ہے۔ بقاء اجسام بھی ہے۔ اور حیات اجسام بھی ہے۔

تصرفات اہل اللہ کے متعلق یہ ایک مختصر نمونہ ہے ان بزرگوں کے ارشادات کا جنہیں بعض اہل اہواء نے کچھ اغراض کے ماتحت انکار اہل اللہ کا طعنہ دیا ہے۔

ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ عوام میں علمی اور عملی افراط کو دیکھ کر ایک مفتی کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان اکابرین نے حفظ ماتقدم اور سد باب کے طور پر اس مسئلہ کی حدود متعین کرنے میں پوری تفصیل سے کام لیا ہے۔ اور ارخاء عنان نہیں فرمایا جسے یقیناً ہر حقیقت پسند بنظر استحسان ہی دیکھے گا۔ کیونکہ انتحال مبطلین اور غلو غالین سے دین کی حفاظت بہرحال طائفہ حقہ منصورہ کا فرض اولین ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ بیس پچیس سال کے عرصہ سے بہ غور دیکھنے کے باوجود انہیں بزرگوں کو ہی اولی الناس بالتعلیمات المجددیہ و اقربہم بالاحسان النقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم پایا ہے ــــــــ

اسی طرح سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۳۲۹ تا ۳۳۳ ایک قصہ پھیلا ہوا ہے جس کی خود تمہید بھی مولانا گیلانی مرحوم کے الفاظ میں مسئلہ بالا کی تائید ہے۔ مولانا گیلانی مرحوم فرماتے ہیں:

"اس سلسلہ میں بے ساختہ اس قصّے کا خیال آرہا ہے۔ جسے مولانا شبیر احمد صاحب مرحوم سے تو خاکسار نے سنا ہی تھا۔ مگر بحافظہ اگر غلطی نہیں کر رہا ہے تو کچھ ایسا یاد پڑتا ہے براہ راست خود حضرت شیخ الہندؒ نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ اور فقیر سن رہا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ دینی علوم کے طلبہ کے ساتھ سیدنا الامام الکبیرؒ (مولانا محمد قاسم نانوتوی) کی امدادی کرامتوں کی یوں تو مجسم شہادت خود دارالعلوم دیوبند اور اس کا عریض و طویل نظام ہے ہی لیکن ان کرامتوں کا تعلق تو زندگی کے ناسوتی دور سے ہے جن کا سلسلہ بحمد اللہ اس وقت تک جاری ہے۔ اور خدا ہی جانتا ہے کہ کب تک، قاسمی فیوض و برکات کا یہ سلسلہ جاری رہے گا لیکن ناسوتی زندگی کے ختم ہونے کے بعد بھی دینی علوم کے طلبہ کے ساتھ آپ کے شغف کا یہی حال ہے۔"

اس تمہید کے بعد جس کے مخطوط الفاظ ناسوتی زندگی کے ختم ہونے کے بعد بھی ہمارے مدعا کی خاص تائید کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز سے نتائج کا استنباط فرماتے ہوئے اس قصّہ کو پھیلا کر بیان فرمایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے ــــــ کہ دارالعلوم میں دورہ حدیث شریف

پڑھ کر فارغ ہونے والا ایک طالب علم کسی جگہ پیش امام تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک واعظ صاحب آ نکلے لوگ ان کے وعظ سے متاثر ہوئے واعظ صاحب یہ معلوم کرکے کہ پیش امام صاحب دیوبند کے فارغ ہیں برافروختہ ہوئے اور لوگوں سے کہا :

"اس عرصے میں جتنی نمازیں تم نے پڑھی ہیں اس دیوبندی امام کے پیچھے وہ ادا ہی نہیں ہوئیں اور جیساکہ دستور ہے دیوبندی یہ ہیں وہ ہیں یہ کہتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ اسلام کے دشمن ہیں وغیرہ وغیرہ ــــ"

قصبہ والوں نے پیش امام صاحب (جو دیوبند سے دورہ پڑھ کر آئے تھے اور ہاں اپنی کم استعدادی کے باعث امتحان سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کیا ہوا تھا جس کا قصہ بطولہا سوانح قاسمی میں موجود ہے) کو کہا کہ یا تو مناظرہ کرکے الزامات کا جواب دو اور یا یہاں سے الگ ہوجاؤ۔ وہ بیچارہ پریشان تو بڑا ہوا مگر مناظرہ کے لئے آمادہ ہوگیا۔ اس کا بیان ہے کہ عین موقعہ پر جبکہ واعظ صاحب دندناتے ہوئے تشریف لائے اور میں نہایت ڈرتا ہوا اس کے سامنے بیٹھا تو پھر جو کچھ ہوا مولف سوانح نے اس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں :

"واعظ صاحب کے سامنے میں بھی بیٹھ گیا۔ ابھی گفتگو شروع نہیں ہوئی تھی۔ کہ اچانک اپنے بازو میں مجھے محسوس ہوا کہ ایک شخص اور جسے میں نہیں پہچانتا تھا وہ بھی آکر بیٹھ گیا ہے۔ اور مجھ سے وہ اجنبی اچانک نمودار ہونے والی شخصیت کہتی ہے۔ کہ ہاں گفتگو کرو اور ہرگز نہ ڈرو۔ دل میں غیر معمولی قوت اس سے پیدا ہوئی اس کے بعد کیا ہوا دیوبندی امام صاحب کا بیان ہے کہ میری زبان سے کچھ فقرے نکل رہے تھے اور اس طور پر نکل رہے تھے کہ میں خود نہیں جانتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں ــــ پھر واعظ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے میرے قدموں پر سر ڈالے ہوئے رو رہے ہیں۔ پگڑی بکھری ہوئی ہے اور کہتے جاتے ہیں، میں نہیں جانتا تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں۔ للہ معاف کیجئے آپ جو کچھ فرما رہے ہیں یہی صحیح ہے ــــ"

پیش امام صاحب بعد میں دیوبند آئے حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں واقعہ جو پیش آیا تھا عرض کیا اور جب اس اجنبی اور اچانک نمودار ہونے والی شخصیت کی شکل بیان کی تو سوانح قاسمی کا بیان ہے کہ :

"حضرت شیخ الہندؒ فرماتے تھے۔ میں نے ان مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ ان کا

حلیہ کیا تھا۔ حلیہ جو بیان کیا فرماتے تھے۔ کہ سنتا جاتا تھا اور حضرت الاستاد (مولانا قاسمؒ) کا ایک ایک خال وخط نظر کے سامنے آتا چلا جا رہا تھا۔"

دیوبندی حضرات موت کے بعد اہل اللہ کے تصرفات روحانیہ کے قائل ہیں یا منکر اس کے لئے حضرت شیخ الہندؒ کے الفاظ ذیل پڑھئے جنہیں سوانح قاسمی کے مؤلف نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں جلد ۱ کے صفحہ ۳۳۲ میں ہے:

"جب وہ بیان ختم کر چکے تو میں نے (شیخ الہندؒ) ان سے کہا یہ تو حضرت الاستاد (مولانا قاسمؒ) رحمۃ اللہ علیہ تھے جو تمہاری امداد کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے ہیں۔"

اب آپ اس مسئلہ میں دیوبندی مسلک کی وضاحت کے لئے وہ نوٹ پڑھئے جو سوانح قاسمی کے صفحہ ۳۳۲ میں حاشیہ پر موجود ہے۔ لکھتے ہیں:

"جو نہیں جانتے ہیں وہ تو خیر جاہل ہیں لیکن جان کر بھی علماء دیوبند کے متعلق بہتان تراشیوں اور تہمت بافیوں کی خدمت جو انجام دے رہے ہیں ان کو اپنے اعمال کا محاسبہ اسی کے سامنے دینا ہوگا جس کے سامنے نہ منطق ان کی چلے گی اور نہ مولویانہ پینترے کام آئیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وفات یافتہ بزرگوں کی روحوں سے امداد کے مسئلہ میں علماء دیوبند کا خیال بھی وہی ہے جو عام اہل سنت والجماعت کا ہے۔ آخر جب ملائکہ جیسی روحانی ہستیوں سے خود قرآن ہی میں ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کراتے ہیں ـــــ تو اسی قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اگر لے تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ آدمی کو عام طور پر جو امداد بھی مل رہی ہے۔ حق تعالیٰ اپنی مخلوقات ہی سے تو یہ امداد پہنچا رہے ہیں۔ روشنی آفتاب سے ملتی ہے۔ دودھ ہمیں گائے اور بھینس سے ملتا ہے۔ یہ تو ایک واقعہ ہے بھلا یہ بھی انکار کرنے کی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ ہاں سوال یہ ہے کہ ان چیزوں کی امدادی پہلوؤں سے استفادہ یا ان کے نقصان رساں پہلوؤں سے بچنے کی قدرتی راہ کیا ہے مشرک قوموں کا طریق کار یہ ہے کہ بجائے امداد پہنچانے والی حقیقی قوت کے امداد کے ان ذرائع اور وسائط ہی کو پوجنے لگتی ہیں ـــــ اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نفع ہو یا نقصان خواہ بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ ہر حال میں سب کو اسی کی طرف سے سمجھتے ہیں جو ان ذرائع اور وسائط سے نفع اور نقصان کی صورتوں کو پیدا کر رہا ہے ـــــ پس بزرگوں کی ارواح سے

مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں، بلکہ اس امداد کے لئے بزرگوں کی یا ان کی قبروں کی ان کے آثار کی عبادت کو شرک یقین کرتے ہیں۔ موحد اور مشرک کے نقطۂ نظر میں یہی جوہری فرق ہے۔"

بہرحال اس واقعہ میں اولیاء دیوبند کے ملفوظات اور مولانا گیلانی مرحوم کا تشریحی نوٹ یہ تصریح کر رہے ہیں، کہ بزرگانِ دیوبند کا مسلک اس مسئلہ میں بھی عین موافق مسلک اہل سنت والجماعت ہے۔ اس کے خلاف الزام تہمت ہے جو ان کو بدنام کرنے کے لئے از خود تراشا جاتا ہے ——— جیساکہ اہل بدعت کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ یا اپنی بدنامی کو چھپانے کے لئے ان حضرات کو ناجائز طریقہ پر بطور ڈھال اور سپر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیساکہ دورِ حاضر کے اعتزال پسند طبقہ کی طرف سے ہو رہا ہے ———

مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام پر ایک اور واقعہ بھی بیان فرمایا ہے کہ شیخ الہندؒ ایک بار بعض بزرگوں کے ذاتی شکر رنجیوں میں کچھ دلچسپی لینے لگے تھے تو مولانا رفیع الدین صاحبؒ نے فرمایا:

"ابھی ابھی حضرت نانوتویؒ جسدِ عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا محمود حسن کو کہہ دو کہ اس جھگڑے میں وہ نہ پڑے۔"

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ایک اور تصنیف شاید کلمۃ الحق" یا کسی اور جگہ میں یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ:

"سید شہید رحمۃ اللہ علیہ کو فرنٹیر میں کسی مقام پر بعض علماء سے مناظرہ یا بحث وتمحیص کی نوبت آئی تو جواب میں اس قسم کے اصطلاحی الفاظ بیان فرمائے کہ حضرت کے اپنے مقربین کو بھی اس پر تعجب ہوا جس پر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امداد کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کسی معقولی امام کا بھی نام لیا، کے ارواح کو بھیج دیا تھا۔ وہ منقولات میں اعتراض کرتے تو امام ابوحنیفہؒ کی روح جو کچھ فرمادیتی میں وہی جواب نقل کر دیتا اور معقولات میں اعتراض ہوتا تو معقولی بزرگ کی روح سے جو کچھ سن لیتا وہی دہرا دیتا۔ مجھے اور کچھ معلوم نہیں اسی واقعہ پر آپ نے یہ شعر بھی غالباً لکھا ہے کہ

درپسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ہرچہ استادِ ازل گفت ہماں میگویم

بہرحال مسئلہ مسطورہ سے متعلق دلائل کا بیان کرنا مقصود نہیں تھا۔ بلکہ بزرگانِ دیوبند کے مسلک کو اس سلسلہ میں ظاہر کرنا مطلوب تھا جس کے لئے تفصیل بالا کافی ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔